شریعت مطہرہ کی روشنی میں صلہ رحمی کا فلسفیانہ تصور (ایک تجزیاتی مطالعہ)

The Philosophical Concept of Good Relations (Sila Rahmi) in the Light of Shariat Mutahrah (An analytical Study)

Dr Rizwana Kausar
Lecturer of Islamic Studies
The University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad
Email: Rizwanakousar94@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor GPGC Charsadda
Email: sendmail2riaz@gmail.com
Dr Hafiz Muhammad Ibrar Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies
The University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad
Email: hafizibrar87@gmail.com

Abstract
Good Relations (Sila Rahmi) increases human dignity and high qualities and after death, there is an increase in the reward, because people will remember his Good Relations (Sila Rahmi) and then they will pray for him. After all, this action is for the attainment of worldly benefits. In the holy Shariah, celibacy is a forbidden act, on the other hand, in the Holy Quran and the blessed hadiths, Good Relations (Sila Rahmi) are ordered, and its philosophy is to unite the Muslim society, to have mutual love and agreement, and Helping others, feeding the hungry, being kind to one's neighbor, And Islam teaches good deeds in the same way. Some people do not consider Good Relations (Sila Rahmi) as anything, although it is given great importance in the Quran and hadith. By this the servant obtains his favorite affairs, Generous prosperity is created in his sustenance and his life is prolonged. If there is a rich man and Allah has given him vastness, he has an abundance of wealth, then he will not be satisfied only with the meeting, but the reward of mercy on his part is that he spends on his poor relatives. Its basic philosophy is to be kind to people, even animals deserve mercy.
Keywords: Muslims, Non-Muslims, Sharia, Helping others

صلہ مصدر ہے اور قطع کی ضد ہے اس کا مطلب جوڑنا، ملانا، اور صلہ رحمی کرنا ہے اور صلہ رحمی قریبی رشتہ داروں سے احسان اور حسن سلوک کا کنایہ ہے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا، نیکی کرنا، ان کی مدد کرنا، نیک کاموں میں تعاون کرنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ قطع رحمی اس کی ضد ہے اور اس جرم کا مرتکب انسان فی الفور جنت میں نہیں جائے گا، بلکہ اس گناہ کی سزا پائے گا[1]۔ صلہ کا مطلب ملاپ ہی ہے جو کہ دوستوں اور باہمی رشتہ داروں میں ہوتی ہے صلہ رحمی کے مختلف معنی ہیں، جیسے مومنین کو نفع پہنچائے اور ان کی جائز حاجات کو پورا کرنے کی مکمل کوشش کی جائے تواضع اختیار

کرکے تکبر ترک کردے، دل کی نرمی کے ساتھ لوگوں پر خرچ کرے، بھوکے کو کھانا کھلائے، خادموں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے[2]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْؕ-وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىٕكُمْ مَّعْرُوْفًاؕ-كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا[3]۔

ترجمہ: یہ نبی (ﷺ) مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

اولیٰ کا مطلب زیادہ حقدار، زیادہ قریب اور زیادہ مالک ہے، اور یہ بھی مراد ہے کہ نبی کریم ﷺ ایمان والوں پر زیادہ لطف و کرم، اور زیادہ نرمی فرماتے ہیں، اس اٰیت مبارکہ سے امت مسلمہ کو صلہ رحمی کا اشارہ ملتا ہے، یہ وہ عمل ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرنے کا سبب بنتا ہے

وہ نیک عمل جو ایک انسان کرتا ہے اور اس عمل پر اس انسان کو اجر و ثواب بہت جلد ملتا ہے یعنی اس میں تیزی کی جاتی ہے تو وہ صلہ رحمی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کا اجر انسان کو جلدی عطا فرماتا ہے[4]۔ قطع رحمی اور بغی یہ دونوں جرم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اتنے ناپسندیدہ ہیں کہ اللہ کی طرف سے آخرت کے علاوہ اس دنیاوی زندگی میں بھی اس پر فوری مواخذے کا قوی امکان رہتا ہے[5]۔ جن کو گوں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے صلہ رحمی کا درس دیا ہے اگر ان سے قطعہ رحمی کی جائے، اُن کا لحاظ نہ رکھا جائے، اُن کو بُرا بھلا کہا جائے، تو یہ دنیا و آخرت دونوں میں نقصان دہ ہے، کہ مسلمان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے صلہ رحمی کا درس دیا ہے۔ صلہ رحمی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جو آپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اُن کے ساتھ آپ بھی اچھا برتاؤ کرے، جو آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے آپ بھی اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آپ سے تعلق ترک کرلیں، اُن کے ساتھ بھی آپ تعلق اچھا رکھیں، جو آپ سے حسن سلوک نہیں بھی کرتے آپ اُن سے بھی حسن سلوک کریں[6]۔

جن سے صلہ رحمی کی جائے، اللہ اس انسان کے دل میں محبت کا جذبہ ڈال دیتا ہے، وہ دوسروں سے صلہ رحمی کا ارادہ کر لیتا ہے۔

عن اسامه قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا، فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ،

فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ، قَالَ: كَأَنَّهَا شَنَّةٌ، فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَتَبْكِي؟، فَقَالَ: إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔[7]

ترجمہ: اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کا لڑکا جاں کنی کے عالم میں تھا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بُلایا، نبی کریم ﷺ نے انہیں کہلایا کہ اللہ ہی کا وہ ہے جو وہ لیتا ہے اور وہ بھی جسے وہ دیتا ہے اور سب کے لیے ایک مدت مقرر ہے، پس صبر کرو اور اسے ثواب کا کام سمجھو۔ لیکن انہوں نے پھر دوبارہ بُلا بھیجا اور قسم دلائی۔ چناچہ نبی کریم ﷺ اٹھے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم صاحبزادی کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے بچے کو نبی کریم ﷺ کے گود میں دے دیا۔ اس وقت بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا پرانی مشک، نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر رو دیئے تو سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا آپ روتے ہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں میں رحم کرنے والوں پر ہی رحم کھاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیشان کی حقیقت سمجھ آجاتی ہے کہ کم از کم اتنا اپنا نسب سیکھ لیں کہ ہم لوگ صلہ رحمی کر سکیں، جو سب سے زیادہ صلہ رحمی کی طرف انسان کو لے جاتا ہے، وہ انسان کا خونی رشتہ ہوتا ہے، ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار پر ظلم کرتے دیکھتا ہے تو صلہ رحمی کا مادہ اس کو ظلم کرنے سے روکھتا ہے، دُور کی قرابت ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں صرف اس کا فائدہ صلہ رحمی اور اتحاد ہے[8]۔

صلہ رحمی میں بڑی حکمتیں موجود ہوتی ہیں، انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر آتی ہے۔

صلہ رحمی کے اخلاق حسنہ کا عام ہونا ہمارے معاشرے کے لئے بہت ضروری ہے اس سے ہمارے معاشرے کی نہ صرف اجتماعی زندگی بلکہ ہمارے انفرادی اور شخصی زندگی، خوشی اور سکون کا دارومدار بھی اسی پر ہے، اگر ہمارے اس مسلمان معاشرے میں صلہ رحمی کا وصف نہ ہو، تو ہمارا معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا، صلہ رحمی کا راس المال تحمل اور برداشت ہے، جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے یعنی اُن میں صلہ رحمی کا مادہ نہیں ہو، اُن سے اللہ تعالیٰ برکت اور سکون چھین لیتا ہے، اس معاشرے کی حیثیت ختم ہونے کے مترادف ہوتی ہے[9]۔

صلہ رحمی وہ خوبصورت فعل ہے جو ہر ایک رشتے کو جوڑتا ہے، یہ وہ فعل ہے جو لوگ آپ کے رشتہ دار نہیں بھی ہیں، ان کو بھی آپ سے قریب کر لیتا ہے، ہمیشہ امن بھائی چارے اور تعاون کا درس دیتی ہے، انسان میں صفات پیدا کر لیتا

ہے جو انسان حقیقی طور پر اشرف المخلوقات سے متعارف کرواتی ہے۔ سب سے اہم امر یہ ہے کہ صلہ رحمی نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں سے بھی کی جا سکتی ہے۔

صلہ رحمی پُر سکون معاشرے کی اہم ضرورت ہے اقارب کے اعتبار سے صلہ رحمی کے درجات متفاوت ہے یہی وجہ ہے کہ والدین دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے زیادہ صلہ رحمی کے حقدار ہیں، جب کہ رشتہ دار غیر رشتہ دار لوگوں کے مقابلے میں زیادہ صلہ رحمی کے حقدار ہوتے ہیں[10]۔ انسان جب تک صلہ رحمی کا دائرہ کار تمام جاندار مخلوق تک نہیں بڑھاتا، درحقیقت اس وقت تک یہ انسان اپنے لئے سکون حاصل نہیں کر سکتا، انسان کی یہ صلہ رحمی تمام تر جاندار مخلوق کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے جو اسے حقیقی معنوں میں انسان بناتی ہے[11]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا[12]

ترجمہ: اور جس نے کسی ایک جان کو (قتل سے بچا کر) زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔

یہ بھی صلہ رحمی ہے کہ کسی ڈاکٹر نے مریض کی محنت سے علاج کی اور اس کی زندگی کو بچالیا، یا کسی ڈوبتے کو بچالیا، یا کسی بھوکے انسان کو صلہ رحمی کرتے ہوئے کچھ کھانے کے لئے دے دیا، اسی طرح کسی کو غضب کی پیاس لگی ہو، اور آپ اس کو پانی پلائیں، اس طرح اس ایت مبارکہ میں انسان جان کی اہمیت بھی واضح ہو رہی ہے۔

ایک دن سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بحث شروع ہوئی، معلوم ہوا کہ ایک لڑکی کی والدہ لونڈی ہے، اور وہ لڑکی اپنی والدہ کی فروخت پر رو رہی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار و مہاجرین کو بُلایا، اور ان سے پوچھا کہ کیا جو دین نبی کریم ﷺ لائے ہیں، اُس میں کہیں آپ حضرات کو قطع رحمی کا جواز ملتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ پھر کیا وجہ ہے کہ ماں کو بیٹی سے جدا کیا جا رہا ہے، قطع رحمی اور کیا ہے؟ پھر آیت تلاوت فرمائی، اس کے بعد کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ جو مناسب سمجھے وہی کرے، اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سارے بلاد اسلامیہ کو یہ حکم عام جاری کیا کہ ایسی لونڈی فروخت نہیں کی جائے، جس اس کے مالک کے ہاں اولاد ہو، یہ حلال نہیں ہے اور یہ قطع رحمی ہے[13]۔

اسی طرح دین اسلام ہمیں صلہ رحمی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے کیونکہ جو بھی بندہ صلہ رحمی کرتا ہے، اللہ اس کو جوڑتا ہے اور جو صلہ رحمی کو توڑتا ہے اللہ اس کو توڑتا ہے، اللہ کے سامنے ایسا فقیر بن کر رہ، جیسے آپ فقیر ہیں[14]۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس پرندے کی طرح بن جائیں جو درختوں سے اپنا رزق کھاتا ہے اور خالص پانی پیتا ہے، جب اندھیرا چھا جائے تو مجھ سے مانوس اور لوگوں سے خوفزدہ ہو کر کسی

غار میں چلا جاتا ہے، جو اپنی تنہائی کو ٹھیک کرتا ہے، اللہ اس کے ظاہر کو ٹھیک کرتا ہے[15]۔ اگر غور اور فکر و تدبر سے کام لیا جائے تو ہر زمانے میں باطل مکر و فریب کے ذریعے چلا آرہا ہے، حالانکہ مسلمان ہمیشہ اپنے خالق سے تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں، مخلوق کے ساتھ صلہ رحمی اور خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں[16]۔

غیر مسلموں سے ملنے میں بھی صلہ رحمی کی رعایت رکھی گئی ہے، کتنی بڑی رحمت ہے کہ نافرمانوں پر بھی رحم کرنے کا درس دیا جاتا ہے البتہ جو کافر نقصان پہنچاتا ہو، شریعت مطہرہ میں پھر اُن لوگوں کے لئے دوسرا حکم ہے[16]۔ سب سے پہلے مسلمان قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت رکھتے ہیں، مسلمانوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیاسی غلبہ بھی دیا، اور نظریاتی غلبہ بھی دیا، جتنے بھی مسلم حکمران گزرے ہیں، اُن میں اکثر دینی علوم سے آراستہ ہوتے تھے اور اپنے دین و ایمان کے بارے میں بے حد حساس ہوا کرتے تھے، مسلمانوں کی صلہ رحمی ان کے کردار سے متاثر ہو کر خود مسلمان ہو جاتے تھے[17]۔

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ

عن اسماء بنت ابی بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي ؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ[18]

ترجمہ: ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبد العزیٰ) جو مشرکہ تھی، میرے یہاں آئی، میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، میں نے یہ بھی کہا (وہ مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہش مند ہیں، تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

تاریخ جس حد تک مدد کر سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا نے صلہ رحمی، اچھے اخلاق و کردار، انسانیت اور ان جیسے بہت سارے الفاظ سب سے پہلے مذہب کی زبان سے سُن لئے تھے، تاریخ نے وہ باب جو طوفان سے پہلے شمار کیا گیا ہے تو وہ یہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے قوم کو صلہ رحمی اور اچھے اخلاق کا درس دیتے نظر آتے ہیں، اور تقریباً نسل انسانی کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں، جس کی تعلیم و تربیت کو تاریخ کے اوراق نے محفوظ کیا ہے۔ یونانی فلاسفرز کے بعد تاریخ نے ایک بار پھر اپنا سبق دہرایا اور صلہ رحمی اور اچھے اخلاق نے مذہب کے دامن میں پناہ لی، اور اس کے وسیع آغوش میں تربیت حاصل کی[19]۔ صلہ رحمی باعث رحمت و مغفرت ہے، صلہ رحمی تقوی دار لوگوں کی صفات عالیہ میں سے ہے، صلہ رحمی ہی وہ فعل ہے جو انسان کو دنیاوی آفات و

تکالیف سے نجات دیتی ہے اور آخرت میں اس کا بڑا صلہ ملتا ہے، جب نبی کریم ﷺ پہلی وحی کے بعد غار حرا سے واپس آئے اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا، تو حضرت خدیجۃ الکبری نے فرمایا، اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی صلہ رحمی کا بھی ذکر آیا ہے کہ: انک لتصل الرحمہ[20]، بیشک آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کافر اور مشرک رشتہ داروں کے متعلق صلہ رحمی سے منع نہیں کرتا جنہوں نے دین کے معاملے میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہیں کیں، اور نہ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا، مطلب یہ کہ وہ کسی بھی قسم نقصان کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں[21]۔

صلہ رحمی کا جملہ بہت طاقتور ہے اور عمل بہت آسان ہے کوئی کتنا ہی پرفیکٹ کیوں نہ ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اپنے خاندان سے الگ ہو جائے۔ انسانی عزت صرف ان لوگوں کی ہے جو اپنے پیاروں کے گناہوں پر پردہ ڈال دیں اور اپنی بری عادتوں اور برے کاموں کی وجہ سے برے کام کرنا چھوڑ دیں۔ صلہ رحمی کرے، اور صلہ رحمی کا درس دے، ان لوگوں کا اللہ کے ہاں مقام ہے۔ افسوس یہ ہے کہ دور جدید میں صلہ رحمی کے برابری کی صورت بھی ناپید ہوتی جاتی ہے، قطعہ رحمی ایک وبائی مرض کی صورت اختیار کر چکا ہے، اگر کوئی شخص صلہ رحمی نہ کرے تو دوسرا شخص پہلے سے تیار رہتا ہے، وہ بھی صلہ رحمی نہیں کرتا۔

جہاں تک انسانی ذہنوں کا تعلق ہے اور جو صلاحیتیں انسان میں موجود ہوتی ہیں تو کچھ حد تک دور جدید میں سائنسی تجرباتی اور تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہ جب پیدا ہو جائے اور اس کے کان میں جو آواز دی جائے وہ اس کا اثر لیتا ہے مسلمان اپنے بچے کے کان میں آذان دیتے ہیں، اور بچہ فطری طور پر اس کا اثر لیتا ہے پھر اس بچے کا عقیقہ کیا جاتا ہے، یہی وہ والدین کی طرف سے صلہ رحمی کا تقاضا ہوتا ہے، والدین اگر صلہ رحمی کرتے ہیں تو اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتے ہیں، تاکہ یہ بچہ جب بڑا ہو جائے تو یہ معاشرے پر بوجھ نہ بنے بلکہ یہ ایک کارآمد اور مفید شہری کی حیثیت سے اس معاشرے میں زندگی گزارے، والدین کی طرف سے اس سے بہتر صلہ رحمی ایک انسان کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کو حسن ادب سکھائے، اس سے بہترین تحفہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اُن کے کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اُن میں اخلاق کریمہ پیدا کرے، یہ صلہ رحمی ہی ہے کہ حسب استطاعت ان کی ضروریات حیات کا بندوبست کیا جائے، اور ان کو بوجھ نہ سمجھا جائے[22]۔

حقیقت میں صلہ رحمی یہ ہوتی ہے جب دوسرے رشتہ دار تعلق چھوڑ دے، اور اعلان لاتعلقی کریں، لیکن آپ اُن کے ساتھ تعلق رکھیں، اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرے[23]۔ صلہ رحمی کا فلسفہ یہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس

میں پیار و محبت کا جذبہ رکھا ہے، اولاد سے صلہ رحمی یہ ہوتی ہے کہ ان سے جب گفتگو کی جائے تو انتہائی نرم اور پیار بھرے لہجے میں کی جائے، اولاد کے ساتھ یہ بھی صلہ رحمی ہے کہ ان کی دین و دنیا کی کامیابی کے لئے اُن کی صحیح تربیت کے ساتھ اُن کو صحیح تعلیم دی جائے، انھیں اچھے اخلاق کی صفت کریمہ سے نوازا جائے، ہمسائے کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ ان کے گزر گاہوں کو صاف رکھا جائے، ان کے ساتھ ہر جائز و ممکن تعاون کی جائے، اُن کو تکلیف نہ دی جائے، کبھی کبھار ہمسائے کے گھر تحفہ بھیج کر اُن کی عزت و تکریم کی جائے، اسی طرح اگر کوئی مصیبت زدہ ہے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ اس کو تسلی دی جائے، اس کے ساتھ مالی وبدنی امداد کی جائے، اگر کوئی خوشی میں ہو تو اُن کو مبارکباد دینے میں صلہ رحمی ہے، اُن کے لئے دعائے خیر کی جائے تاکہ یہ خوشی کا موقع اُن کے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنے[24]۔ صلہ رحمی کوئی ایسا عطیہ نہیں ہے جو حسب اتفاق کسی کو عطا کی جائے، اور وہ اس کو کرتا رہے، بلکہ وہ اپنی صلاحیت اپنی ترقی اور اپنے انحطاط میں ایسے قوانین کے تابع ہیں کہ کبھی یہ چیز ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ انسان اگر عقلی ترقی کو پہنچ جائے تو بہت سارے ایسے خوف کے اسباب زائل ہو جاتے ہیں جو ایک انسان کے لئے خوف کا موجب بنتے ہیں لیکن دوسری طرف ایسے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں جن کی بدولت ایک متمدن انسان بھی خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے[25]۔

مسلمانوں میں صلہ رحمی موجود ہوتی ہے، اور نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی اور تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور دنیا کے مختلف اماکن میں مسلمانوں کی صلہ رحمی کی زندہ مثالیں موجود ہیں، جن لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان صلہ رحمی نہیں کرتے وہ بھی یہ ماننے پر مجبور ہوگئے کہ مسلمان صلہ رحمی کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

دین اسلام صلہ رحمی کو ضروری مانتا ہے اور اس کو اہمیت دیتا ہے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے صلہ رحمی انتہائی ضروری امر ہے، چونکہ اس دور میں بغض حسد، عناد، تعصب، بدلے لینا، ایک دوسرے پر الزامات، جھوٹ کی کثرت ، یہاں تک کہ استاد شاگرد کو برداشت نہیں کرتا، بھائی دوسرے بھائی کو برداشت نہیں کرتا، باپ اپنے بیٹے کو برداشت نہیں کرتا، دراصل نہ صرف قرآن مجید میں بلکہ اور بہت ساری احادیث مبارکہ میں صلہ رحمی کا درس دیا جاتا ہے، لیکن ہم باوجود علم و تدبر کے ان چیزوں سے چشم پوشی کر لیتے ہیں، صلہ رحمی خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے کرنی چاہیئے، صلہ رحمی کرتے وقت کسی بدلے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے، صلہ رحمی کو قائم رکھنے کے لئے ہمارے لئے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی زندہ مثال ہے، شریعت حقوق کی ادائیگی کا دوسرا نام ہے، صلہ رحمی ہمارے مسلم

معاشرے کا ایک حصہ ہے، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا، کسی یتیم کی کفالت کرنا، کسی مریض کی عیادت کرنا، کسی مسکین کی مدد کرنا، یہ سارے اعمال صلہ رحمی میں آتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اعمال ہیں۔

مصادر و مراجع

1۔ عسقلانی، ابو الفضل، شہاب الدین، احمد بن حجر، بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، ج01، ص923،924، دار السلام پبلشرز، ریاض، 1997ء

2۔ حسین شاہ، زوار، مولانا، عمدۃ الفقہ، ص93، زوار اکیڈمی، کراچی، 2008ء

3۔ احزاب:06

4۔ غزالی، امام، محمد بن محمد، احیاعلوم الدین، (مترجم)، مولانا ندیم، ج02، ص346، دار الاشاعت، کراچی، س۔ن

5۔ یوسف، صلاح الدین، حافظ، احسن البیان (اردو)، مترجم، جوناگڑھی، مولانا، محمد، ص723، مجمع الملک، فہد پریس، مدینہ، س۔ن

6۔ قرضاوی، یوسف، علامہ، اسلام میں حلال و حرام، ص362، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، 2005ء

7۔ بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب، مَاجَاءَفِي قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَیٰ: اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیبٌ مِنَ الْمُحْسِنِینَ، رقم الحدیث، 7448، دار طیبہ، ریاض، س۔ن

8۔ ابن خلدون، رئیس المؤرخین، علامہ، عبد الرحمٰن، ج01، ص240، نفیس اکیڈمی، کراچی، 2001ء

9۔ خنساء، مریم، صلہ رحمی اور اس کے عملی پہلو، ص09، دار الشکر، لاہور، 1427ھ

10۔ کریمی، مولانا، فیصل محمد، اولیاء کرام، ج03، ص642، عالمہ پبلکیشنز، حیدر آباد، 1968ء

11۔ عبد الکریم، نائک، ذاکر، ڈاکٹر، اسلام اور ہندو مت، ص84، زبیر پبلشرز، لاہور، س۔ن

12۔ المائدہ:32

13۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج05، ص28۔27، ترجمان القرآن، لاہور س۔ن

14۔ الحاتمی، الطائی، ابن عربی، شیخ، اکبر محی الدین، رسائل ابن عربی، ج01، ص46، دار التذکیر، لاہور، 2005ء

15۔ ایضا، ص47

16۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، اسلام اور سیاست، ص تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1427ھ

17۔ ریحان، اسماعیل، مولانا، نظریاتی جنگ کے اصول، ص07، مکتبہ حکیم الامت، کراچی، 2010ء

18۔ بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، باب، الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ، رقم الحدیث 2620

19۔ سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، مولانا، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، ص 06، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1972ء

20۔ بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب، کیف کان بدء الوحی، حدیث نمبر 03

21۔ سعدی، شیخ، عبد الرحمٰن بن ناصر، الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، المعروف بہ تفسیر سعدی، (مترجم) ج 01، ص 2753، دار السلام، ریاض، س۔ن

22۔ محمد علی، مولانا، شیخ، اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت، ص 113۔112، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2001ء

23۔ ندوی، جلیل احسن، مولانا، راہ عمل، ص 140، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، 1973ء

24۔ الجزائری، شیخ، جابر، ابو بکر، منهاج المسلم، (مترجم،) مولانا رفیق، ص 177، دار السلام، ریاض، 1997ء

25۔ سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، مولانا، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، ص 16